رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم بحیثیت شارع

جناب نور الٰہی صاحب - ایڈووکیٹ، گجرات

(۳)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اپنی تفسیر میں دوسری آیت کے حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت احکامِ شریعت کی طرف ہے اور صاف صاف بتادیا گیا ہے کہ حیاتِ ابدی اور زندگی جاودانی بخشنے والی چیز یہی نظامِ دین ہے۔ خصوصیت کے ساتھ یہاں مراد ہے۔ یہ بات لحاظ رکھنے والی ہے کہ قرآن میں ایسے موقعوں پر رسول اللہ کا ذکر بجائے اسمِ ذات کے ہمیشہ "رسول" یا "الرسول" ہی سے آتا ہے۔ یہ آپ کی حیثیتِ رسالت کو نمایاں کرنے کے لیے ہے کہ آپ کا بُلانا فرستادۂ الٰہی کی حیثیت سے اللہ ہی کا بُلانا ہے۔

تیسری آیت میں افعال یَاْمُرُ، یَنْهٰی، یُحِلُّ اور یُحَرِّمُ۔ کا فاعل الرسول، النبی، الامی ہے۔ یعنی امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تحلیل طیّبات اور تحریم خبائث رسول کے افعال ہیں اور اس نصِ قرآنی کی کوئی دوسری تاویل نہیں کی جا سکتی۔ مولانا مودودی مرحوم نے ماہنامہ ترجمان القرآن (منصبِ رسالت نمبر) کے صفحہ ۶ پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

"اس آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تشریعی اختیارات عطا کئے ہیں۔ اللہ کی طرف سے

امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال یا حرام قرار دیا ہے اور جس کا حضورؐ نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات سے ہے، اس لیے کہ وہ بھی قانونِ خداوندی کا ایک حصہ ہے"

سورۂ النجم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(آیت - ۳ - ۴)

ترجمہ:- وہ اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتا (اس کا کلام تو) وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریاآبادی اس آیت کے حاشیہ پر مولانا اشرف علی تھانوی اور تفسیر "معالم التنزیل" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

یہ وحی خواہ لفظی ہو جو قرآن کہلاتی ہے، خواہ محض معنوی ہو، جو سنّت کہلاتی ہے اور خواہ محض کسی قاعدہ کلی کی ہو جس سے آپؐ اجتہاد کرتے ہوں ـــــ مقصود زعمِ کفار کی نفی ہے۔ یعنی صرف اس حقیقت کا اظہار کہ آپؐ کسی غلط بات کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب نہیں کر دیتے (تھانوی)

هُوَ یعنی دین کے باب میں آپؐ کا تکلم۔ اے ما نطقہ فی الدین (معالم التنزیل)

فتنۂ انکارِ سنت کے بارے میں آنحضرتؐ کی پیشین گوئی[1] مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کی گئی:

عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ

---

[1] سنت و حدیث اور ان کی تشریعی حیثیت از سید محمد متین ہاشمی نقوش رسول نمبر جلد ۶ ص ۲۶۶ -

الا یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول : علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما حرم اللہ ۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابو داؤد، دارمی، ابن ماجہ)

ترجمہ :۔ مقدام بن معدیکرب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لو! مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث) ۔عنقریب ایک پیٹ بھرا آدمی اپنے نرم بستر پر بیٹھا کہے گا: تمہارے اُوپر بس یہی قرآن لازم ہے ۔ اس میں جو چیز حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو ۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (بعض چیزوں کو) حرام قرار دیا ہے اور وہ اسی طرح حرام ہیں جس طرح وہ چیزیں حرام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔"

اس حدیث کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغۃ کے باب احکام الدین من التحریف میں نقل کیا ہے ۔ وہ دین میں تحریف وتہاون کے اسباب کے تحت لکھتے ہیں:

منها عدم تحمل الروایة عن صاحب الملة والعمل به وهو قوله صلی اللہ علیه وسلم : الا یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول: علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما حرم اللہ ۔

ترجمہ : ازاں جملہ صاحبِ ملّت سے مذہبی اُمور کا نقل نہ کرنا اور ان پر عمل نہ کرنا ہے ۔ آنحضرتؐ کی اس حدیث میں یہی مراد ہے : ہوشیار ہو جاؤ۔ عنقریب ایسا ہوگا کہ پیٹ بھرا آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر کہے گا کہ اس قرآن کو

مضبوطی سے لو، پس جو چیزیں تم قرآن میں حلال پاؤ اُن کو حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ ان کو حرام سمجھو، حالانکہ جو شے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہے وہ ایسی ہی حرام ہے، جیسی اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حکمت کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت اہلِ عرب میں شرک و بُت پرستی کا رواج تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بھول چکے تھے۔ توہم پرستی نے انہیں اس حد تک گرا دیا تھا کہ وہ پتھروں، درختوں، چاند، سورج وغیرہ تک کو معبود سمجھنے لگ گئے تھے اور ان کے ہاں انسانیت کا احترام مفقود ہو چکا تھا۔ قتلِ انسان، رہزنی، شراب نوشی، جوا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، عورتوں کا اغوا جیسی بُرائیاں ان کا شب و روز کا معمول تھا اور وہ انسانی حقوق کے قوانین و ضوابط سے ناآشنا تھے۔ وہ کسی باقاعدہ حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرنے اور کسی قانونی نظام کی اطاعت کرنے کے عادی نہ تھے۔ اس لیے تشریعی حکمت اس امر کی مقتضی تھی کہ اسلامی شریعت دفعتاً نافذ نہ کر دی جائے۔ بلکہ لوگوں کو رفتہ رفتہ قوانین کی پاسداری کا خوگر بنایا جائے اور ان کی عملی زندگی کو قانون کا کاربند بنا دیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق شریعت کو آہستہ آہستہ بتدریج مناسب ترتیب کے ساتھ نافذ فرمایا اور تئیس ۲۳ سال کی مختصر مدت میں طہارتِ جسم و لباس سے لے کر صلح و جنگ اور بین الاقوامی معاملات تک زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی شریعت کو جاری کر دیا۔

---

[1] اردو ترجمہ — از مولانا عبدالحق حقانی، جلد اول ص ۳۶۰ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔